دُرِّ عدن

دُرِّ عدن

کلام

حضرت سیّدہ نواب مُبارکہ بیگم

عرض ناشر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا مجموعہ کلام حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے ۱۹۵۹ء میں ''درعدن'' کے نام سے شائع فرمایا تھا۔ اس کے بعد نظارت اشاعت کی طرف سے ایک ایڈیشن ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا تھا۔

موجودہ ایڈیشن میں حضرت سیدہ موصوفہ کی کچھ اور نظمیں شامل کی جارہی ہیں جن میں سے اکثر جناب حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کی کوشش سے دستیاب ہوئی ہیں۔ اس ایڈیشن کی کمپیوٹر سیٹنگ مکرم فہیم احمد خالد صاحب نے کی ہے۔

جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء.

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

۲؍جولائی ۲۰۰۸

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تعارف	i
۲	تبرکات	v
۳	التجائے قادیاں	۱
۴	صبح مسرّت	۵
۵	نازِ محبت	۷
۶	صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا	۱۰
۷	پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار	۱۴
۸	نعت خیر البشر	۲۰
۹	برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے	۲۲
۱۰	صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق الوداعی نظم	۲۳
۱۱	گلزارِ محبت	۲۴
۱۲	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فارسی نظم کا منظوم اُردو ترجمہ	۲۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۸	درایامِ کرب	۲۹
۵۹	میدان حشر کے تصور سے	۳۰
۶۰	دُعا	۳۱
۶۱	نشان حقیقت کی آرزو	۳۲
۶۳	حضرت مصلح موعود کی یورپ سے آمد کے موقعہ پر	۳۳
۶۴	بہتان پر صبر	۳۴
۶۶	تحریک دعائے خاص	۳۵
۷۰	دعائیں اور نصائح	۳۶
	غیر مطبوعہ اشعار	۳۷
۷۳	(۱) ایک دعا	
۷۴	(۲) ایک پکار	
۷۵	(۳) دردِدل	
۷۵	(۴) دعائیہ	
۷۶	(۵) الحمدللہ	
۷۶	(۶) خواب میں شعر	
۷۷	(۷) خواب میں مصرع	
۷۷	(۸) متفرق	
۷۸	(۹) مصرع طرح غالب پر اشعار	
۷۹	یاد مشھود اور درخواست دعائے نعم البدل	۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جن کا منظوم کلام الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانوں میں سے ایک نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

''سینتیسواں (۳۷) نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا کہ ''**تُنَشَّأُ فِی الْحِلْیَةِ**'' یعنی زیور میں نشوونما پائے گی ۔یعنی نہ خورد سالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا۔''

اسی طرح آپ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ وحی کی:

''نواب مبارکہ بیگم''۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۴۴ صفحہ ۳)

اس طرح حضرت اقدس ان کے حق میں فرماتے ہیں:

ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر

پاکبازی اور تقویٰ شعاری کی تعریف خدا کے مقدس مسیح نے ان الفاظ میں کی تھی۔

"مجھے ایسے شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایسا صالح بیٹا ہو کہ باوجود بہم پہنچنے تمام اسباب اور وسائل غفلت اور عیاشی کے اپنے عنفوان جوانی میں ایسا پرہیز گار ہو"

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رشک اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبول ہوا اور اللہ تعالیٰ نے نواب صاحب موصوف کو آپؑ کا نسبتی بیٹا اور آپ کو ان کا نسبتی باپ بنادیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خواب میں دکھایا گیا کہ:

"مبارکہ پنجابی زبان میں بول رہی ہے۔ مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ میں ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی"

یعنی آپ کا وجود نہایت خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

آپ کے کلام کو پڑھنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصود شعر گوئی نہیں بلکہ ضرورت پر اپنے جذبات کو نظم میں ظاہر کر دینا ہے۔ کیونکہ نظم اثر انداز ہونے میں نثر پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ کے کلام میں تصنع بالکل نہیں جو خیالات دماغ میں آئے ہیں ان کو بے تکلف عام فہم سلیس زبان میں نظم کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔

یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اشعار لکھنے والے اپنے اشعار پر استادوں سے اصلاح لیا کرتے ہیں اور عام طور پر یہی دستور چلا آتا ہے لیکن یہ مجموعۂ کلام کسی حک و اصلاح کا رہینِ منت نہیں ہے۔

مسلم خواتین اور شعر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیاتؓ میں سے حضرت خنساء جو نہایت بلند پایہ شاعرہ تھیں اپنے دیوان کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ بعض اور صحابیاتؓ کا بھی منظوم کلام پایا جاتا ہے۔ مثلاً فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ الصدیق اور حضرت عاتکہؓ وغیرہ رضی اللہ عنہن۔

تبرّکات

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر

یہ اشعار وہ ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی
کی قید پر سنہ ۵۳ء میں قادیان بھیجنے کو کہے تھے
مصلحتاً شائع نہ کیے گئے اس وقت

(1) جلادو کوئی جا کے مزارِ مسیح پر
نصرت جہاں کی گود کے پالوں کو لے گئے

(3) رد بہ صفات دشمنِ بد بیں بہ مکر و زور
تعمیری بنا کے شیر نشانوں کو لے گئے

2 آقا تمہارے باغ میں داخل ہوئے عدو
گلزارِ احمدی کے نہالوں کو لے گئے

(4) جائے گرفت ہاتھ نہ آئی تو بد سرشت
دہلیز لگا کے نیک خصالوں کو لے گئے

مبارکہ

بسم الله الرحمن الرحيم

التجائے قادیاں

یہ نظم ''الفضل'' 29 رجولائی 1924ء میں شائع ہوئی تھی اور الحکم 7 راگست 1924ء میں میرے مندرجہ ذیل نوٹ کے ساتھ شائع ہوئی اور یہ نظم حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی نظم ''یادِقادیان'' کے جواب میں تھی جو آپ نے سفر یورپ میں کہی تھی جس کا پہلا شعر ہے ؎

ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں
مدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں

اورآخری شعر ہے

جب کبھی تم کو ملے موقعہ دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہل وفائے قادیاں

جناب بیگم صاحبہ نے مندرجہ ذیل نظم ایسی حالت میں کہی جب کہ آپ کی طبیعت علیل تھی۔اس نظم میں آپ نے قلبی کیفیات کا اظہار کیا ہےاور جس سوز وگداز سے یہ نظم کہی گئی ہے اور جس قسم کی اضطرابی اور بے قراریٔ دل کا اور انتہائی درجہ کی محبت کا اس میں اظہار کیا گیا ہے وہ قارئین کرام پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں اور حقیقت میں یہ نظم تمام جماعت کے قلبی جذبات کا آئینہ ہے۔خدا تعالیٰ ان الفاظ کو جلد سے جلد قبولیت کا جامہ پہنائے اور ہماری روح رواں کو مظفر اور منصور با صدکامیابی وکامرانی واپس دارالامان لائے۔شمس

اس گلِ رعنا کو جب گلزار میں پاتی نہیں
ڈھونڈنے جاتی ہے تب بادِ صبائے قادیاں
یاد جو ہر دم رہے اس کو دعائے خاص میں
کس طرح دیں گے بُھلا اہلِ وفائے قادیاں
کشتیٔ دین محمدؐ جس نے کی تیرے سپرد
ہو تری کشتی کا حافظ وہ خدائے قادیاں
منتظر ہیں آئیں گے کب حضرت فضلِ عمر
سوئے رہ نگراں ہیں ہر دم دیدۂ ہائے قادیاں
مانگتے ہیں سب دعا ہو کر سراپا آرزو
جلد شاہِ قادیاں تشریف لائے قادیاں
شمسِ ملت جلد فارغ دورۂ مغرب سے ہو
مطلعٔ مشرق سے پھیلائے ضیائے قادیاں
خیریت سے آپ کو اور ساتھ سب احباب کو
جامع المتفرقین جلدی سے لائے قادیاں
آئیں منصور و مظفر کامیاب و کامراں
قصرِ تثلیثی پہ گاڑ آئیں لوائے قادیاں

صبح مسرّت

(حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ سے واپسی کے موقعہ پر)

آج ہر ذرہ سرِ طُور نظر آتا ہے
جس طرف دیکھو وہی نور نظر آتا ہے
ہم نے ہر فضل کے پردے میں اسی کو پایا
وہی جلوہ ہمیں مستور نظر آتا ہے
کس کے محبوب کی آمد ہے کہ ہر خورد و کلاں
نشۂ عشق میں مخمور نظر آتا ہے
شکر کرنے کی بھی طاقت نہیں پاتا جس دم
کیا ہی نادم دلِ مجبور نظر آتا ہے
للّٰہ الحمد شنیدیم کہ آں می آید
سوئے گلشن چہ عجب سرو رواں می آید
آج ہر ایک ہے مشتاق لقائے شہ دیں
گھر میں بیٹھا کوئی رہ جائے یہ ممکن ہی نہیں
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ رے شوق
خوف ہے اوروں سے پیچھے نہ میں رہ جاؤں کہیں

نازِ محبت

دنیا میں حاکموں کو حکومت پہ ناز ہے
جو ہیں شریف ان کو شرافت پہ ناز ہے
عابد کو اپنے زہدوعبادت پہ ناز ہے
اور عالموں کو علم کی دولت پہ ناز ہے
حُسنِ رقم پہ ناز ہے مضموں نگار کو
پھر کاتبوں کو حُسنِ کتابت پہ ناز ہے
ماہر کو ہے یہ ناز کہ حاصل ہے تجرِبہ
عاقل کو اپنے فہم و فراست پہ ناز ہے
جن کی بہادری کی بندھی دھاک ہر طرف
تن تن کے چل رہے ہیں شجاعت پہ ناز ہے
صنعت پہ اپنی ناز ہے صنّاع کو اگر
موجِد کو اپنی طبع کی جودَت پہ ناز ہے

اُڑ کر کہاں کہاں نہ گیا طائرِ خیال
شاعر کو اپنے زورِ طبیعت پہ ناز ہے
دیکھو جسے غرض کہ وہی مستِ ناز ہے
وحشی بھی ہے اگر اسے وحشت پہ ناز ہے
فانی تمام ناز ہیں باقی ہے اس کا ناز
جس کو بقا پہ ناز ہے وحدت پہ ناز ہے
جانِ جہاں! تجھی پہ تو زیبا ہے ناز بھی
یہ کیا کہ چند روز کی حالت پہ ناز ہے
کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل
پیارے مجھے بھی تیری ''محبت پہ ناز'' ہے

❁

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی یہ نظم اخبار ''الفضل'' ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۴ء میں ''مستورہ'' کے نام سے شائع ہوئی

(۲)

کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تو نے ہر بلا سے چھڑا دیا تُو نے
آدمی میں نہ آدمیت تھی اس کو انساں بنا دیا تُو نے
لے کے آبِ حیات تو آیا مر رہے تھے جِلا دیا تُو نے
سخت گردابِ گمرہی میں تھے پار ہم کو لگا دیا تُو نے
ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے ہم کو بینا بنا دیا تُو نے
تا بہ مقصود جو کہ پہنچائے وہی رستہ بتا دیا تُو نے
روح جس کے لئے تڑپتی تھی اس کا جلوہ دکھا دیا تُو نے
تیرا پایہ تو بس یہی پایا تیرے پانے سے ہی خدا پایا

مصحفِ دید عکسِ یزدانی
منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تو وہ آئینہ ہے جس نے منہ دکھایا یار کا
جسمِ خاکی کو عطا کی روح اے جانِ جہاں!
تا قیامت جو رہے تازہ تری تعلیم ہے
تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں
ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں
ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں بادِ خزاں
''کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں''
خوب فرمایا یہ نکتہ مہدیٔ آخر زماں

یہ دعا ہے میرا دل ہو اور تیرا پیار ہو
میرا سر ہو اور تیرا پاک سنگِ آستاں

❁

یہ نظم ''جموں کاسل'' شملہ میں کہی گئی تھی۔(روزنامہ الفضل قادیان ۲۵؍اکتوبر ۱۹۳۰ء)

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق

الوداعی نظم

[برموقع سفر انگلستان بغرض تعلیم]

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر
ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری ہر لحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر
والی بنو امصارِ علومِ دوجہاں کے اے ''یوسفِ کنعان''! خدا حافظ و ناصر
ہر علم سے حاصل کرو عرفانِ الٰہی بڑھتا رہے ایمان خدا حافظ و ناصر
پہرہ ہو فرشتوں کا قریب آنے نہ پائے ڈرتا رہے شیطان خدا حافظ و ناصر
ہر بحر کے غواص بنو لیک بایں شرط بھیگے نہیں دامان خدا حافظ و ناصر
سر پاک ہو اغیار سے، دل پاک نظر پاک اے بندۂ سبحان خدا حافظ و ناصر
محبوبِ حقیقی کی ''امانت'' سے خبردار
اے حافظِ قرآن خدا حافظ و ناصر

(''الفضل'' ۱۱؍ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۲)

اسرارِ محبت

جو کود پڑا اس میں کھلا بھید یہ اس پر
پوشیدہ ہے فردوس تہِ غارِ محبت

ہر بندِ غلامی سے وہ ہو جاتا ہے آزاد
کہتے ہیں جسے ''بندۂ سرکارِ محبت''

صد کوہِ مصائب کی بھی پروا نہیں کرتا
وہ سر کہ اٹھا جس نے لیا بارِ محبت

مطعونِ خلائق ہو تو ڈرتا نہیں اس سے
''دیوانہ'' ، پہ عاقل برہِ کارِ محبت

''اربابِ محبت'' پہ یہ کیوں طعنہ زنی ہے
اے بے خبر لذتِ آزارِ محبت

گھرتے ہیں اسی دائرہ میں پانچوں حواس☆ آہ
جب قلب پہ پھر جاتی ہے پرکارِ محبت

رہتا نہیں پھر کوئی دل و عقل میں جھگڑا
ہو جاتے ہیں دونوں ہی گرفتارِ محبت

☆ پانچ حواس باطنی اور پانچ ظاہری

(۴)

دعا بحضور سرکارِ محبت

اے شاہِ زماں! خالقِ انوارِ محبت
اے جانِ جہاں! رونقِ گلزارِ محبت
کوچہ میں ترے گرم ہے بازارِ محبت
"سر بیچتے پھرتے ہیں خریدارِ محبت"
ہم کو بھی عطا ہو کہ تری عام ہے رحمت
اک سوزِ دروں خلعتِ دربارِ محبت
شعلہ سا ترے حکم سے سینوں میں بھڑک جائے
پھر بجھ نہ سکے تا بہ ابد نارِ محبت
ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلبگارِ محبت
(آمین)

("الفضل" ۱۴؍نومبر ۱۹۳۶ء)

ہوش مندانِ جہاں کو تو نے دیوانہ کیا
''خانۂ فطنت'' بسا اوقات ویراں کر دیا
کون دیتا جان دنیا میں کسی کے واسطے
تو نے اس جنسِ گراں مایہ کو ارزاں کر دیا
ختم ہیں تجھ پر جہاں کی شوخیاں عیّاریاں
کیسے کیسے تو نے عیّاروں کو نالاں کر دیا
آگرا جو آگ میں تیری وہ بھُن کر رہ گیا
جانتے تھے جو نہ رونا ان کو گریاں کر دیا
اے جنوں! دیوانہ ہو کر ہوش آیا ہے مجھے
میں ترے قربان! تو نے یہ تو احساں کر دیا
تیری خوں خواری مسلّم ہے تپِ عشقِ شدید
خود تو ہے کافر مگر ہم کو مسلماں کر دیا
ہر جگہ ہے شور تیرا کیا حقیقت کیا مجاز
مشرک و مسلم سبھی کو ''سینہ بریاں'' کر دیا
وہ مسیحا جس کو سنتے تھے ''فلک پر ہے مقیم''
لطف ہے اس خاک سے تو نے نمایاں کر دیا

(الفضل ۲؍مارچ ۱۹۴۰ء)

اک نورِ خاص مرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہِ ظاہر و پنہاں کو بخش دو

بس اک نظر سے عقدۂ دل کھول جایئے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنایئے

ہے قابلِ طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز

دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

(الفضل ۹ مارچ ۱۹۴۰ء)

[مندرجہ ذیل شعر میرے میاں نواب صاحب مرحوم کی فرمائش پر ان کے کیلنڈر پر لکھنے کے لئے جن کو وہ ہمیشہ نئے سال کے کیلنڈر کے سرورق پر لکھتے تھے۔(مبارکہ)]

فضلِ خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

محمّد ﷺ کا خدا

[برائے حامد احمد خان سلمہٗ]

"محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے"

کوئی "ہمسر نہیں جس کا نہ ثانی" پتہ "اس" یار کا اس نے دیا ہے
ودیعت کر کے انعامِ محبت محبت سے جو اپنی کھینچتا ہے
کوئی اس کو نہ جب تک آپ چھوڑے
کسی کو خود نہیں وہ چھوڑتا ہے

نہ کیوں سو جاں سے دل اس پر فدا ہو کہ وہ محبوب ہی جانِ وفا ہے
وہ سچا اور سچے عہد والا جو منہ سے کہہ چکا وہ کر رہا ہے
نبھا دی اس نے جس سے دوستی کی
پھرا ہے جب بھی بندہ ہی پھرا ہے

گنہگاروں پہ وہ "پیاروں" کی خاطر کرم کیا کیا نہیں فرما رہا ہے
دھلے جاتے ہیں دھبے دامنوں کے برابر رحمتیں برسا رہا ہے
نہیں کچھ اس کے احسانوں کا بدلہ
کسی نے جان بھی دے دی تو کیا ہے

مبارک باد

دعا بر ختم قرآن مجید

[میری بھانجی آمنہ طیبہ سلمہا (بیگم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد) نے جب قرآن شریف ختم کیا تو یہ چند اشعار اس وقت ان کے لئے کہے گئے تھے۔ مبارکہ]

مبارک تمہیں ختمِ قرآن طیّب
خدا کا ہوا فضل و احسان طیّب
مبارک تمہیں علم کا سر پہ جھومر
گلے کا بنے ہار ایمان طیّب
خدا کے کرم سے پھٹکنے نہ پائے
رہے دور ہی تم سے شیطان طیّب
اسی سے منور ہو سینہ تمہارا
کرے دل میں گھر نورِ قرآن طیّب
الٰہی یہی نور چھا جائے اتنا
کہ بن جائے شمعِ شبستان طیّب
سبق سارے بھولیں نہ بھولے یہ ہرگز
سکھاتا ہے جو تم کو قرآن طیّب

اہلِ قادیاں کے نام پیغام

[یہ نظم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی درخواست اور صاحبزادہ
حضرت میاں بشیر احمد صاحب سلمہٗ اللہ کی تحریک پر کہی گئی تھی۔]

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیارِ مہدئ آخر زماں میں رہتے ہو
قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"
تم اس زمینِ کرامت نشاں میں رہتے ہو
خدا نے بخشی ہے "الــــدار" کی نگہبانی
اسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو
فضا ہے جس کی معطّر نفوسِ عیسیٰ سے
اسی مقامِ فلک آستاں میں رہتے ہو
نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل
کہ قربِ خطۂ رشکِ جناں میں رہتے ہو

دعــــــــا

[منصورہ بیگم سلمہا کی مسلسل بیماری بڑی ہی پریشان کن تھی کہ اس میں عزیز عبداللہ خان کی ناگہانی شدید علالت سے دل سخت اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا اسی سلسلہ میں رات کو دعا کرتے کرتے کچھ دعائیہ اشعار سے موزوں ہو گئے ہیں جو شائع کرنے کے لئے محض اس لئے ارسال ہیں کہ شاید کسی اور کو بھی عالم درد کی نسبتاً پرسکون گھڑیوں میں ان کا پڑھنا اچھا معلوم ہو۔ ''مبارکہ'']

مرے مولا مرے ولی و نصیر مرے آقا مرے عزیز و قدیر
اے مجیب الدعاء سمیع و بصیر قادر و مقتدر علیم و خبیر
دل کی حالت کو جاننے والے اپنے بندوں کی ماننے والے
اے ودود و رؤف ربّ رحیم اے غفور! اے میرے عفو و حلیم
لطف کر بخش دے خطاؤں کو ٹال دے دور کر بلاؤں کو
شافی و کافی و حفیظ و سلام مالک و ذوالجلال و الاکرام
خالق الخلق ربی الاعلیٰ حی و قیوم ، محیی الموتی
واسطہ تجھ کو تیری قدرت کا واسطہ تجھ کو تیری رحمت کا
اپنے نامِ کریم کا صدقہ اپنے فضلِ عظیم کا صدقہ

تجھ کو تیرا ہی واسطہ پیارے
میرے پیاروں کو دے شفا پیارے

(آمین)

(''الفضل'' ۲۴ر فروری ۱۹۴۹ء)

تسکینِ دل و راحتِ جاں مل ہی نہ سکتی
آلامِ زمانہ سے اماں مل ہی نہ سکتی

پروا نہیں باقی نہ ہو بے شک کوئی چارا
کافی ہے ترے دامنِ رحمت کا سہارا

مایوس کبھی تیرے سوالی نہیں پھرتے
بندے تری درگاہ سے خالی نہیں پھرتے

مالک ہے جو تُو چاہے تو مردوں کو جلا دے
اے قادرِ مطلق! مرے پیاروں کو شفا دے

ہر آن ترا حکم تو چل سکتا ہے مولیٰ
وقت آ بھی گیا ہو تو وہ ٹل سکتا ہے مولیٰ

تقدیر یہی ہے تو یہ تقدیر بدل دے
تو مالکِ تحریر ہے ''تحریر'' بدل دے
(آمین)

(''الفضل'' ۳۰؍مارچ ۱۹۴۹ء)

فغانِ درویش

[درفراق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ و دیگر بزرگان قادیان]

جو دور ہیں وہ پاس ہمارے کب آئیں گے
دل جن کو ڈھونڈتا ہے وہ پیارے کب آئیں گے

ہر دم لگی ہوئی ہے سرِراہ پر نظر
آخر ہماری آنکھوں کے تارے کب آئیں گے

یاربّ ہمارے ''شاہ'' کی بستی اداس ہے
اس تخت گاہ کے راج دلارے کب آئیں گے

لب پر دعا ہے تیرے کرم پر نگاہ ہے
عاشق ترے ''حبیب'' ہمارے کب آئیں گے

جو سر کو خم کئے تری تقدیر کے حضور
تیری ''رضا' کو پا کے سدھارے کب آئیں گے

کب راہ ان کی تیرے فرشتے کریں گے صاف
کب ہوں گے واپسی کے اشارے؟ کب آئیں گے

فی امان اللّٰہ

(اپنی محمودہ کے نام)

[یہ نظم صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ پر کہی گئی تھی]

لو جاؤ تم کو سایۂ رحمت نصیب ہو
بڑھتی ہوئی خدا کی عنایت نصیب ہو
ہر ایک زندگی کی حلاوت نصیب ہو
ہر ایک دو جہاں کی نعمت نصیب ہو
علم و عمل نصیب ہو، عرفان ہو نصیب
ذوقِ دعا و حسنِ عبادت نصیب ہو
محمود عاقبت ہو ، رہے زیست بامراد
خوشیاں نصیب، عزت و دولت نصیب ہو
ہو رشکِ آفتاب، ستارہ نصیب ہو
آپ اپنی ہو مثال، وہ قسمت نصیب ہو
نور و جمیل! ''نور'' دل و جاں میں بخش دے
اس کے کرم سے چاند سی طلعت نصیب ہو

افضل ہمارے حکم کو تم جانتی رہیں
دنیا و دیں میں تم کو فضیلت نصیب ہو

راحت ہی میں نے تم سے بہر طور پائی ہے
تم کو بھی دو جہان کی راحت نصیب ہو

گھر تھا صدف تو تم دُرِّ خوش آب و بے بہا
اس سے بھی بڑھ کے دولتِ عصمت نصیب ہو

کھٹکا نہ کوئی فعل تمہارا مجھے ، تمہیں
آرامِ قلب و جان و سکینت نصیب ہو

حافظ خدا رہا میں رہی آج تک امیں
جس کی تھی اب اسے یہ امانت نصیب ہو

(''مصباح'' مارچ ۱۹۵۲ء بحوالہ ''الفضل'' ۱۹۴۱ء)

سنت تیرے مرسل کی ادا کرتا ہوں پیارے
دلبند کو سینہ سے جدا کرتا ہوں پیارے

(۲)

بزبان عزیزہ امۃ النصیر بیگم

یہ نازش صد شمس و قمر تیرے حوالے
مولا میرا نایاب پدر تیرے حوالے
اس گھر میں پلی، بڑھ کے جواں ہو کے چلی میں
پیارے تیرے محبوب کا گھر تیرے حوالے
سب چھٹتے ہیں ماں باپ بہن بھائی بھتیجے
یہ باغ یہ بوٹے یہ ثمر تیرے حوالے
گھر والے تو یاد آئیں گے یاد آئے گا گھر بھی
یہ صحن یہ دیوار یہ در تیرے حوالے
جب مجھ کو نہ پائیں گے تو گھبرائیں گے دونوں
یارب میری امی کے پسر تیرے حوالے
مجبور ہوں مجبور ہوں منہ موڑ رہی ہوں
چھوڑا نہیں جاتا ہے مگر چھوڑ رہی ہوں

"الفضل"۳۱؍جنوری۱۹۵۲ءصفحہ۲

کر دیئے سینے سپر مرتے گئے بڑھتے گئے
منہ پھرایا کفر کے ہر لشکر جرار کا

آسماں شاہد ہے ہاں اب تک زمیں کو یاد ہے
کانپ جانا نعرۂ تکبیر سے کفار کا

عشق میں تحلیل روحیں چُور زخموں سے بدن
سایۂ شمشیر میں پیغام دینا یار کا

ابر رحمت ہو کے جب سارے جہاں پر چھا چکے
کہہ دیا شیطاں نے ہنس کر "زور تھا تلوار کا"

پھر نئی صورت میں ظاہر جلوۂ جاناں ہوا
نور پھر اترا جہاں میں "مبدءُ الانوار" کا

چن لیا اک عاشق خیر الرُسل شیدائے دیں
جس کی رگ رگ میں بھرا تھا عشق اپنے یار کا

حکم فرمایا "قلم تھامے ہوئے میداں میں آ"
صفحۂ قرطاس سے ردّ کر عدو کے وار کا

پھینک کر شمشیر و خنجر آج دنیا کو دکھا
جذبِ صادق، رعبِ ایماں عاشقان زار کا

ایک دعا

کافی عرصہ ہوا کسی موقعہ پر یہ دو شعر زبان و قلم سے نکلے تھے پڑھے، اب یہ یاد نہیں کہ کس وقت کس کیلئے کہے تھے مگر اب عزیزہ امۃ الرشید سلمہا کی فرمائش پر ان کی بچی کی شادی پر عزیزہ کے لئے تحفہ دے دیا (مبارکہ)

یاربّ یہی دعا ہے کہ ہر کام ہو بخیر
اکرام لازوال ہو انعام ہو بخیر

ہر وقت عافیت رہے ہر گام ہو بخیر
آغاز بھی بخیر ہو انجام بھی بخیر

یزیدی فعل زبانوں پہ ''یا علی'' توبہ
یہ اور تیر چلے آلِ مرتضیٰ کے لئے
اسی زباں سے اسی وقت گند بک بک کر
خدا کا نام نہ لو ظالمو! خدا کے لئے

(سفینہ لاہور ۱۹۵۳ء)

میدان حشر کے تصور سے

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے

مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے

سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر
جواب مانگ نہ اے "لاجواب" جانے دے

مرے گناہ تیری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار! حساب و کتاب جانے دے

تجھے قسم ترے "ستّار" نام کی پیارے
بروئے حشر سوال و جواب جانے دے

بلا قریب کہ یہ "خاک" پاک ہو جائے
نہ کر یہاں مری مٹی خراب جانے دے

رفیقِ جاں مرے ، یارِ وفا شعار مرے
یہ آج پردہ دری کیسی؟ پردہ دار مرے

("الفضل" ۵رجون ۱۹۵۴ء)

نشانِ حقیقت کی آرزو

ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نظم ۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

کے جواب میں

مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
جو خلوصِ دل کی رمق بھی ہے ترے ادّعائے نیاز میں
ترے دل میں میرا ظہور ہے ، ترا سر ہی خود سرِ طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے ، مجھے کون کہتا ہے دور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو ' یہ تری نظر کا قصور ہے
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

حضرت مصلح موعود کی یورپ سے آمد کے موقع پر

(شمس صاحب کے خط کے جواب میں)

صد مبارک آ رہے ہیں آج وہ
روز و شب بے چین تھے جن کے لئے

آ گیا آخر خدا کے فضل سے
دن گنا کرتے تھے جس دن کے لئے

("الفضل" ۲۶ر ستمبر ۱۹۵۵ء خیر مقدم نمبر)

شعلہ جو دل میں بھڑکتا ہے دبا دو اس کو
جھوٹ پر آگ جو لگتی ہے بجھا دو اس کو
ضبط کی شان کچھ اس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے
آج جو تلخ ہے بے شک وہی کل شیریں ہے
سچ کسی نے ہے کہا ''صبر کا پھل شیریں ہے''
کیا یہ بہتر نہیں مولا ترا ناصر ہو جائے
نامرادیٔ عدو خلق پہ ظاہر ہو جائے
صبر کر صبر کہ اللہ کی نصرت آئے
تیری کچلی ہوئی غیرت پہ وہ غیرت کھائے
وہ لڑے تیرے لئے اور تو آزاد رہے
خوب نکتہ ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
لبِ خاموش کی خاطر ہی وہ لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے

(مبارکہ، ۳۰؍جون ۱۹۳۹ء)

نوٹ: ماہنامہ خالد ربوہ ماہ نومبر ۱۹۵۷ء میں یہ نظم کچھ اختلاف سے شائع ہوئی ہے۔

وہ لب جاں بخش کہہ کر قم باذنی چپ ہوئے
ہجر کے ماروں کو اب کوئی جلائے گا نہیں؟
کون دکھلائے گا ہم کو آسمانی روشنی؟
''چودھویں کا چاند'' چھپ جائے گا اب زیر زمیں

دونوں ہاتھوں سے لٹائے گا خزانے کون اب؟
تشنہ روحیں کس سے لیں گی آب فیضان معیں؟

(۲)

اک جوانِ منحنی اٹھا بعزمِ استوار
اشکبار آنکھیں لبوں پر عہدِ راسخ دل نشیں
شوکتِ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں
کرب وغم میں بھی نمایاں عزم و ایمان و یقیں
میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں
زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کردوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

ایسی باتیں جن سے پھٹ جاتا ہے پتھر کا جگر
صبر سے سنتا رہا ماتھے پہ بل آیا نہیں

کوئی پوچھے کس گنہ کی اس کو ملتی تھی سزا؟
کس خطا پر تیر برسائے؟ گروہ ظالمیں!

گریۂ یعقوب نصفِ شب خدا کے سامنے
صبرِ ایوبی برائے خلق با خندہ جبیں

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

ارضِ ربوہ جس کی شاہد ہے وہ معمولی نہ تھا
خونِ ''فخرالمرسلیں'' تھا شیرِ اُمّ المومنیں

آج فرزندِ مسیحائے زماں بیمار ہے
دعویٰ دارانِ محبت سو رہے جا کر کہیں؟

قومِ احمد جاگ تُو بھی، جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

ہو دعائے دردِ دل سالم رہے قائم رہے
یہ ''دعائے احمدِ ثانی'' نویدِ اوّلیں

(آمین)

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۵۷ء)

راضی ہو خدا تم سے، شیطاں ہو جدا تم سے
لبریز رہے سینہ ایمان کی دولت سے
فضلوں کی لگیں جھڑیاں، خوشیوں سے کٹے گھڑیاں
انعام کی بارش ہو، خالق کی عنایت سے
مخلوق پہ شفقت ہو، ہر اک سے مروّت ہو
معمور ہو دل ہر دم خالق کی محبت سے
مخدوم وہی ہو گا جو دین کا خادم ہو
سب شان ہے مسلم کی اسلام کی شوکت سے
بن جاؤ خدا کے تم آجائے گی خود دنیا
جوڑے ہوئے ہاتھوں کو تر عرق ندامت سے
ہاں یاد رہے خالد یہ شان ہے مومن کی
مایوس نہیں ہوتا اللہ کی رحمت سے
محنت ہو اگر سچی ضائع وہ نہیں ہوتی
تم کام کئے جاؤ اخلاص سے ہمت سے
ہمت نہ کبھی ہارو مایوس نہ ہو ہرگز
بڑھ کر نہ ہٹو پیچھے، اکتاؤ نہ محنت سے

غیر مطبوعہ اشعار

[حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتی ہیں:
''چند جستہ مزید دعائیہ اشعار جو یاد تھے یا کوئی پرزہ وغیرہ مل گیا ارسال ہیں۔]

(۱)

[ایک دعا جو 1941ء میں طیبہ صدیقہ بیگم مسعود احمد خان اپنے لڑکے کی بیوی کو کہہ کر دی تھی]

میرے مولا کٹھن ہے راستہ اس زندگانی کا
مرے ہر ہر قدم پر خود رہِ آسان پیدا کر

تری نصرت سے ساری مشکلیں آسان ہو جائیں
ہزاروں رحمتیں ہوں فضل کے سامان پیدا کر

جو تیرے عاشقِ صادق ہوں، فخرِ آلِ احمدؑ ہوں
الٰہی نسل سے میری تُو وہ انسان پیدا کر

☆اس وقت ان کا پہلا بچہ ہونے کو تھا۔ مودود احمد خان سلمہٗ تعالیٰ

(۳)

دردِ دل

درد کہتا ہے بہا دو خونِ دل آنکھوں سے تم
عقل کہتی ہے نہیں! آہ و فغاں بے سود ہے
خوف ہے مجھ کو کہ لگ جائے نہ اشکوں کی جھڑی
آج میرا مطلعِ دل پھر غبار آلود ہے

(۴)

دعائیہ

[مسعود احمد خان کو بچپن میں لکھ کر دیا تھا]

دو جہاں میں تجھ کو حاصل گوہرِ مقصود ہو
اے مرے مسعود تیری عاقبت محمود ہو
(آمین)

(۷)

ایک شب کو دعا کے بعد خواب میں یہ مصرعہ بآواز بلند سنائی دیا آنکھ کھلی تو حضرت اماں جان میرے قریب نماز میں مصروف تھیں ع

خیر ہی خیر رہے خیر کی راہیں کھل جائیں

اس پر مصرع لگایا گیا۔ شعر ہوا۔

وہ کرم کر کہ عدو کی بھی نگاہیں کھل جائیں
''خیر ہی خیر رہے خیر کی راہیں کھل جائیں''

(۸)

متفرق

اور کرشمہ قادرِ باری! قدرت کا دکھلا دے
بنے بنائے ٹوٹ چکے اب ٹوٹے کام بناوے
الٰہی مشکلیں آسان کر دے
الٰہی فضل کے سامان کر دے

یاد مشہود
اور
درخواست دعائے نعم البدل

[عزیزی سید مسعود احمد اور عزیزہ امۃ الرؤوف بیگم کا پلوٹھی کا بیٹا سید مشہود احمد جو بہت پیاری اداؤں والا بچہ نیز اپنی عمر سے بڑھ کر ذہین اور خوش خلق بچہ تھا چھوٹی عمر لے کر آیا تھا۔ اسے ہمارے پیارے مولیٰ نے بلا لیا۔ اس جدائی سے سب عزیزوں کے دل غمگین طبعی طور پر ہو گئے۔ اسکی والدہ اور پردیسی مجاہد باپ نیز منصور احمد اور ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ پر یہ صدمہ بہت اثر انداز ہوا۔ درخواست ہے کہ سب احمدی بھائی بہن ان کے لئے خیر سے نعم البدل نیک خادم دین عطا ہونے کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں اور ساتھ ہی عزیزہ امۃ الشکور میری نواسی عزیزی ناصر احمد کی بیٹی اور عزیزہ امۃ القدوس (بیگم مرزا وسیم احمد) کے لئے بھی بہت دعا فرمائیں۔ ان دونوں کے ولادت پھر ہونے والی ہے۔ دونوں کے لڑکے مردہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ زندگی والے صحیح وسالم، ماؤں کی بھی صحت اور زندگی کے ساتھ، ان کو بیٹے نیک خادم دین، بلند اقبال عطا فرما کر خوشی دکھائے۔ مندرجہ ذیل چند شعر مشہود کی یاد میں کہے تھے۔ والسلام۔ مبارکہ]

مسکرا کر جس نے سب کے دل لبھائے چل بسا
پیار کرتے تھے جسے اپنے پرائے چل بسا

خلق اس معصوم کا، اس کی ادائیں دل نشین
بھولنا چاہیں بھی گر تو بھولنا ممکن نہیں

ایک مجاہد کی جدائی پر

[اسی گزشتہ جلسہ سالانہ کے قریب ایک صبح آنکھ کھلتے کھلتے یہ مصرع میری زبان پر تھا۔ ؎

غلامے از غلامانِ محمدؐ

اس سے پہلے کوئی خواب دیکھا ہو تو وہ فراموش ہو چکا تھا، بظاہر اس میں کوئی قابل تشویش پہلو محسوس ہونا ضروری نہ تھا تاہم میرے دل پر اچھا اثر نہ تھا۔ وہم آتے رہے۔ دعا کی مگر خیال سا لگا رہا۔

چوہدری فتح محمد سیال صاحب مرحوم کی اچانک وفات کی خبر پر اس خواب والے مصرعہ پر چند اشعار اس صدمہ کی حالت میں آخر صورت پذیر ہو گئے جو درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کسی کا بچہ وفات پا جائے تو دعا دی جاتی ہے کہ خدا نعم البدل دے مگر میرے خیال میں ان بیش قیمت خدام دین کی وفات پر اس سے بھی بڑھ کر تڑپ کے ساتھ ہر احمدی کے دل سے یہ دعا نکلنی چاہئے کہ الٰہی ہم کو نعم البدل دے۔ ایک نہیں بلکہ ایک کے عوض ہزاروں۔ آمین۔ مبارکہ]

جواں مردے ز مردانِ محمدؐ ”غلامے از غلامانِ محمدؐ
یکے از عاشقانِ روئے احمد یکے از جاں نثارانِ محمدؐ
سنا ہے آج رخصت ہو گیا ہے نبھا کر عہد و پیمانِ محمدؐ
بسرعت سوئے جنت اڑ گیا ہے مجاہد طیرِ پرّانِ محمدؐ

احمدی بچیوں کی جانب سے

دعا برائے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

قرار و سکوں دل کو آتا نہیں ہے
کسی طور یہ چین پاتا نہیں ہے

کڑا وقت ہے اور بڑا اضطراب
کھلے ہیں مگر اس کی رحمت کے باب

دلِ غمزدہ تُو ہراساں نہ ہو
دعا کر خدا سے، پریشاں نہ ہو

بڑا اس نے احسان ہم پر کیا ہے
طریقہ تسلّی کا بتلا دیا ہے

وہ ہے تیری شہ رگ سے زیادہ قریب
کہا اس نے بندوں کو اِنّی مُجِیْب

کہا میرے بندو! نہ ہونا ملول
دعائیں کرو، میں کروں گا قبول

وہی یاد وعدہ ترا کر رہی ہوں
بڑی آس لے کر دعا کر رہی ہوں

الٰہی ہمیں رنج و غم سے چھڑا دے
خوشی کی خبر ہم کو جلدی سنا دے

یہ ممکن نہیں ہے کہ خالی پھرے وہ
ترے در پہ بندہ جو کوئی صدا دے

خدایا میں ناچیز بندی ہوں تیری
میں جو مانگتی ہوں مجھے وہ دلا دے

پھلے اور پھولے یہ گلشن تمہارا

[محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے فرزند اکبر صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب کی شادی کی تقریب پر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے مندرجہ ذیل اشعار رقم فرمائے ہیں اور تحریر فرمایا:

"پیارے مبارک!

باوجود طبیعت آج کل اکھڑی اکھڑی رہنے کے اور صحت کی خرابی کے تمہاری فرمائش پر سات شعر سادہ سے دلی دعاؤں کے ساتھ ارسال ہیں۔

(مبارکہ ۲۸-۱۱-۶۳)]

مرے پیارے بھائی کے پیارے مبارک
رہیں کام سارے تمہارے مبارک

مبارک ہو بیٹے کی شادی رچانا
مبارک بھتیجی تمہیں بیاہ لانا

مبارک یہ جوڑا ہو فضلِ خدا سے
قدم ان کے بھٹکیں نہ راہِ وفا سے

مبارک ملیں ان کی کھیتی سے فصلیں
چلیں ان سے یارب بہت پاک نسلیں

اپنے پیارے بھائی کی یاد میں

"کچھ زمین کی کچھ آسمان کی"

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ (کی وفات پر)

کون جی میرا آج بہلائے
کس کو دل داغ اپنے دکھلائے

راہبر! یہ بتا کہاں ہیں وہ
دلِ مضطر انہیں کہاں پائے

خضر ہم تو اسی کو جانیں گے
جو ہمیں دلربا سے ملوائے

گل کھلے ہیں بہار آئی ہے
کاش ایسے میں وہ بھی آجائے

مجاہدین کے نام

[حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ذیل کی نظم ناسازیٔ طبع اور علالت کے باوجود کہی ہے۔ آپ کی طبیعت بالعموم ناساز رہتی ہے۔ نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کی وجہ سے بھی آپ کا متفکر رہنا ایک طبعی امر ہے۔ احباب ان ایام میں خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو اور حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان مقدس بزرگوں کے بابرکت سایہ کو تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین]

کرنا ہے جس کو پار وہ سرحد قریب ہے
ہمت کرو زمینِ اَب و جَد قریب ہے
ہو نذرِ جاں قبول تو مشہد قریب ہے
بڑھتے چلو کہ منزلِ مقصد قریب ہے
بڑھتے چلو کہ منزلِ مقصد قریب ہے

ہاں ہاں یہ کیا کہ بیٹھ رہا جی کو چھوڑ کر
بھائی خدا کے واسطے ایسا غضب نہ کر
آنکھیں تو کھول، سر تو اٹھا، دیکھ تو ادھر
قصرِ مراد کے کلس آتے ہیں وہ نظر
بڑھتے چلو کہ منزلِ مقصد قریب ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یاد میں

مبارک آمدن ، رفتن مبارک

[میں حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ گزری ہوئی یادوں نے تازہ ہوکر تصور میں آ کر مجھے زمانہ ماضی میں پہنچا دیا تھا، دل دردِ فراق سے بے چین و بے قرار ہو رہا تھا کہ خود بخود بغیر کسی شعر کہنے کے ارادے کے حسب ذیل مصرع قلب میں گزرا۔ اس پر چند اشعار ہوگئے جو ارسال ہیں۔ مبارکہ۔]

بشارت دی مسیحا کو خدا نے تمہیں پہنچے گی رحمت کی نشانی
ملے گا ایک فرزندِ گرامی عطا ہو گی دلوں کو شادمانی
وہ آیا ساتھ لے کر ''فضل'' آیا بصد اکرام شاہِ دو جہانی
مٹا کر اپنی ہستی راہِ حق میں جہاں کو اس نے بخشی زندگانی
یہی مدِّنظر تھا ایک مقصد برائے دینِ احمد جانفشانی
رہی نصرت خدا کی شاملِ حال گزاری زندگی با کامرانی
ہمیں داغِ جدائی آج دے کر ہوا حاضر حضورِ یارِ جانی
جو اُس نے ''نور'' بھیجا تھا جہاں میں ہوا واصل بہ ربِّ جاودانی

وہ جس کے قلب و روح و تن مبارک
مبارک آمدن ، رفتن مبارک

(الفضل ۱۸؍دسمبر ۱۹۶۵ء)

''تشنہ روحوں کو پلا دو شربت وصل و بقا''

[حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے مصرع کی تضمین۔ یہ مصرع حضور کو خواب میں بتلایا گیا تھا۔]

جب سے تجویزِ سفر تھی سب تھے مصروفِ دعا
خود امیرالمومنیں اور ہر غلامِ باوفا
یا الٰہی خیر ہو آئیں بصد فتح و ظفر
دردِ دل سے تھی حضورِ ذاتِ باری التجا

طالبِ ''نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہ'' سائلِ ''فَتْحٌ قَرِیبٌ''
روز و شب رہتا تھا سالارِ سپاہِ مصطفیٰؐ☆
رحمتِ حق جوش میں آئی یہ حالت دیکھ کر
بہرِ تسکین و سکوں مولا نے یہ مژدہ دیا

میری نصرت ہم قدم ہے فضل میرا ہم نفس
اے ''مبارک'' جا سفر تیرا مبارک کر دیا
یہ زباں تیری، قلم تیرا، ترے قلب و دماغ
ہیں سبھی میرے تصرف میں، تجھے پھر خوف کیا

[☆ سپاہ مصطفیٰؐ سے مراد جماعت احمدیہ ہے جس کا مقصد اولین اور فرض اولین خدمت اسلام اور سینہ سپر ہو کر تمام عالم کے چپہ چپہ پر اسلام کا علم، توحید کا پرچم بلند کرنا ہے۔ مبارکہ]

تضمین بر اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱)

کفر کے ہاتھوں سے پا سکتے نہیں جائے مفر
نرغۂ بد باطناں سے بڑھ رہا ہے شور و شر
کیوں نہ ہو ہر اہلِ دل کا دیکھ کر زخمی جگر
تیر بر معصوم می بارد خبیثِ بد گہر
آسماں را حق بود گر سنگ بارد بر زمیں

(۲)

قدر داں اسلام کے باقی نہ حامی ہے یہ عید
جانتے ہیں سہل دشمن جنس ایماں کی خرید
ہیں کہاں! آگے بڑھیں نصرت کو مردان سعید
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

(الفضل جنوری ۱۹۶۸ء)

سید داؤد احمد صاحب کی وفات پر

خوبیاں بھر دی تھیں مولیٰ نے دلِ داؤد میں
خادم محمود پہنچا خدمتِ محمود میں

✿

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

سونپا تمہیں خدائے جہاں کی امان میں

[حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے یہ اشعار محترمہ صاحبزادی امۃ النور صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ بنت محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی تقریب شادی پر کہے تھے۔الفضل]

سونپا تمہیں خدائے جہاں کی امان میں
ہر خیر بخش دے تمہیں دونوں جہان میں

ربِّ ودود اپنی محبت عطا کرے
آپس میں اتفاق و مودّت عطا کرے

سایہ رہے سروں پہ حفیظ و رقیب کا
ہوتا رہے بلند ستارہ نصیب کا

(الفضل ۳؍دسمبر ۱۹۷۱ء)

اور ایسی ہی نسلیں چلیں اور ہمیشہ میری دعا رہتی ہے کہ ہم سب کی اولادیں در اولادیں اور نسلیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل کی روحانی اور جسمانی اولادیں ہیں اسی نام سے منسوب حقیقی رنگ میں ہونے اور روحانی اور جسمانی اولاد کہلانے کے ہمیشہ قابل رہیں۔ میرے مولا! تیرا دامن رحمت کبھی بھی ہاتھوں سے نہ چھوٹے، اور ہم کو بھی اور ہماری سب اولادوں کو ہماری نسلوں کو تا قیامت اپنے سچے عاشق رسول کریمؐ کے عاشق حضرت مسیح موعودؑ کے فدائی بنائے رکھنا۔ ہم جسمانی اور روحانی اولاد کہلانے کے حقیقی معنوں میں قابل رہیں۔ تیرے در سے کبھی دھتکارے نہ جائیں۔ یہی دعا آپ کی سب روحانی نسلوں کے لئے بھی ہے۔ میرے قریب و مجیب، نعم المجیب! ہم تیرے ہی ہو جائیں اور تو ہمارا ہو جائے۔ تیری رضا، تیری لازوال محبت کی دولت کا خزانہ نصیب ہو۔ آمین۔ والسلام مبارکہ]

جو مجھے چاہتے تھے ، چاہ کو پہچانتے تھے
ان کی فرقت کی وہ تنویر کہاں سے لاؤں؟

کاغذی عکس بھی ہیں دل پہ مرے نقش مگر
بولتی ہنستی وہ تصویر کہاں سے لاؤں؟

وہ کہاں پیار، وہ آپس میں دلوں کی باتیں
آہ اس خواب کی تعبیر کہاں سے لاؤں؟

دلِ پژمردہ میں باقی نہ رہی زندہ دلی
اب میں وہ شوخیٔ تحریر کہاں سے لاؤں؟

تحریک دعائے خاص

زمانہ، زمانہ ہے محمود کا

خلیفہ خدا نے جو تم کو دیا ہے عطاءِ الٰہی ہے فضل خدا ہے
یہ مولا کا اک خاص احسان ہے وجود اس کا خود اس کی برہان ہے
خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی مبارک بھی ہے اور محمود بھی
لبوں پر ترانہ ہے محمود کا
زمانہ، زمانہ ہے محمود کا

(الفضل ۴؍اپریل ۱۹۷۰ء)

نہ بات ان کی الٹو نہ تم اف کہو
وہ کچھ کہہ بھی لیں گر تو چپکے رہو
ذریعہ بنے گی یہ اس کی رضا کی
اطاعت ہے ماں کی اطاعت خدا کی
دیا سخت حکم اور تاکید کی
نہ احسان میں ماں باپ کے ہو کمی
یہ فرمان ربی ہے کیوں؟ اس لئے
کہ اُس نے سہے دکھ تمہارے لئے
بڑے درد سہہ کر مصیبت اُٹھا کر
ملایا تمہیں اس دنیا میں لا کر
رکھا آنکھ میں مثلِ نورِ نظر
پلایا تمہیں اپنا خون جگر
خدا کی گواہی یہ جب سے سنی ہے
بہت قدر دل میں مرے بڑھ گئی ہے
میری پیاری اُمی میری سب سے پیاری
رہوں گی دل و جاں سے تابع تمہاری
دعا کر رہی ہوں کہ مولا مرے
مجھے ماں کی خدمت کی توفیق دے
اطاعت کروں دور ہوں یا قریب
کہیں سب مجھے بادب بانصیب

روؤ خدا کے سامنے آنسو بہاؤ تم
یہ آگ جس طرح سے بجھے اب بجھاؤ تم

ہم نے خدا کے دین کو بالکل بھلا دیا
جو جو تھے حکم سب کو نظر سے گرا دیا

دل سے خدا کا نقشِ محبت مٹا دیا
اتنے بڑھے کہ خوف بھی دل سے اٹھا دیا

فریاد سب کیا کریں آقا کے سامنے
تڑپا کریں نماز میں مولا کے سامنے

رب کریم فضل سے سن لے دعائیں سب
رحمت سے اپنی بخش ہماری خطائیں سب

گر حکم ہو تو کھول کے سینہ دکھائیں سب
آقا سنیں تو قصہ دل کہہ سنائیں سب

دل کانپتا ہے ڈر سے زبان لڑکھڑاتی ہے
رحمت تیری مگر ذرا ہمت بندھاتی ہے

سچ ہے کہ ہم کو تو نے بھی دل سے بھلا دیا
بتلا تو کونسا ہے ہمیں راہ نما دیا؟

آیا ہے کون کفر کی تردید کے لئے
بھیجا ہے کس کو دین کی تجدید کے لئے

گھر گھر پڑا ہے دیں کا ماتم غضب ہوا
لہرا رہا کفر کا پرچم غضب ہوا
تجھ کو ہمارا کچھ بھی نہیں غم غضب ہوا
بدتر یہودیوں سے ہوئے ہم غضب ہوا

دیتے تھے دکھ سدا تیرے پیاروں سے لڑتے تھے
ان کے لئے نبی پہ نبی ٹوٹے پڑتے تھے

اور اس سے بڑھ کے حال تو امت کا ہو گیا
وعدہ جو تھا حبیب سے وہ کیجئے وفا

ہم مر رہے ہیں بھیج مسیحا کو اے خدا
آنکھوں میں دم ہے تن سے نکل کر اٹک رہا

عیسیٰ مسیح آؤ پیمبر کا واسطہ
صورت دکھاؤ اس رخ انور کا واسطہ

لو دل ہمارے ہاتھ میں دلبر کا واسطہ
ہم کو بچاؤ ساقی کوثر کا واسطہ

ظلموں کی تیری قوم کا کچھ انتہاء نہیں
ضرب ''غلام اہانت مولا'' سنتا نہیں

کب تک ہوائیں چرخ چہارم کی کھاؤ گے
اے ابن مریم اب بھی تشریف لاؤ گے

ہم مر چکیں گے جب ہمیں صورت دکھاؤ گے؟
کس کام آؤ گے؟ جو نہ اس وقت آؤ گے

وعدہ پہ گر نہ آئے تو کیا فائدہ ہوا
گو سچ تو یہ ہے کہ اب جو ہونا تھا ہو چکا

(از مضمون محترمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ۔ ربوہ)